AUSTRALIAN JOURNAL OF HUMANITIES AND ISLAMIC STUDIES RESEARCH (AJHISR)

Vol.3, Issue 1, Jan-17 to Jun-17

URDU - VIEWS OF THE ISLAMIC SCHOLARS (FUQAHAA) ABOUT ANNULMENT OF NIKAH

URDU - فسخ نکاح کے متعلق معاصر دارالافتاء کے آراء

Dr. Syed Bacha Agha
Assistant Professor, Govt: Degree College, Quetta

ABSTRACT:

There are many deadly diseases which are considered as incurable by the medical experts. In the Holy Quran and Sunnah there are no explicit statements about such diseases. However, in the Quran we find a hint which elucidates that Plague can be considered a punishment of Allah. In one of the sayings of the holy Prophet (ﷺ), we find some points dealing with spreadable diseases. In some sayings, it is mentioned that people should escape from leprosy. In another narration, it is mentioned that a person who has got a contagious disease should not approach a healthy person. Narrations also point out that *there is no 'adwa'*. 'Adwa (contagion) refers to the spread of a disease from a sick person to a healthy one. Scholars explain that these words of the Prophet ﷺ are general in meaning, thus the Prophet ﷺ, peace and blessings of Allah be upon him, mean that there is no contagion without the permission of Allah as it can be understood in combination with other narrations on the topic. Due to infectious diseases, matrimonial relations between husband and wife become unbearable in many situations. After diagnoses of Aids, for example, life can become miserable for the other spouse. Islamic Law (Fiqh al-Islami) allows, with certain conditions, to abrogate the contract of marriage (Nikah) if the situation becomes too unbearable. There is a difference of opinion about the fuqahaa regarding the status of marriage in case of disease and what is the recommended approach in such situations. In the current paper, the views of Islamic scholars in relation to the contagious diseases and the annulment or abrogation of Nikah have been discussed.

Keywords: Marriage, Nikah, Contagious diseases, Annulation of marriage

موجودہ عہد میں بہت سے امراض کا دائمی و مہلک ہونا مشاہدہ بن چکا ہے، مثلاً ایڈز کا خوف پوری دُنیا پر مسلط ہے، اس کی وجہ سے انسان بڑی تیزی کے ساتھ مختلف موذی اور مہلک امراض میں گرفتار ہو کر دم توڑ دیتا ہے، اس مرض کا سب سے خطرناک پہلو یہ ہے کہ یہ مرض بڑی تیزی کے ساتھ پھیلتا ہے۔ اگر کسی جگہ ایڈز کا مرض کسی کو لاحق ہو گیا تو ضروری احتیاطیں ملحوظ نہ رکھنے پر بہت کم وقت میں بے شمار افراد کو یہ مرض لاحق ہو جاتا ہے۔ بعض امراض ایسے ہوتے ہیں جو اپنے تکلیف دہ اور متعدی اثرات کی وجہ سے لوگوں کیلئے قابل نفرت ہو جاتے ہیں، دوسرے ان کی وجہ سے طبعاً ایسی کراہت پیدا ہو جاتی ہے

کہ زوجین میں سے کوئی جنسی لذت بھی نہ اٹھا سکیں گے۔ قرآن مجید نے امراض کے متعدی ہونے اور نہ ہونے کی بابت صراحت کے ساتھ کوئی بات نہیں کہی ہے البتہ طاعون کو عذاب الٰہی رجز سے تعبیر کیا گیا ہے جو بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر بھیجا گیا تھا۔ چنانچہ طاعون کے متعلق ارشاد خداوندی ہے کہ:

فانزلنا علی الذین ظلموا رجزاً من السماء[i]۔

''پھر اتارا ہم نے ان ظالموں پر ایک سماوی آفت''

مفتی محمد شفیعؒ فرماتے ہیں کہ وہ آفت سماوی طاعون تھا جو حدیث کی رو سے بے حکموں کیلئے عذاب اور حکم برداروں کیلئے رحمت ہے۔ بنی اسرائیل کو ان کی شرارت کی یہ سزا ملی کہ ان میں طاعون پھوٹ پڑا اور بہت سے آدمی فنا ہو گئے بعضوں نے ہلاک شدگان کی تعداد 70 ہزار تک بتائی ہے[ii]۔

ڈاکٹر زحیلی تفسیر منیر میں لکھتے ہیں کہ:

فکان جزاؤھم انزال العذاب الشدید من السماءوھو الرجز،وھو فی رای جماعة من المفسرین الطاعون بسبب فسقھم و خروجھم عن طاعة اللہ قیل ھلک منھم سبعون الفاً بالطاعون[iii]۔

''ان کا سزا آسمان سے سخت عذاب کا نزول تھا، جو کہ رجز تھا۔ مفسرین کے ایک جماعت کے نزد رجز جو عذاب شدید تھا وہ طاعون ہی تھا۔ جو ان (ظالموں) کے گناہوں اور اللہ تعالی کے اطاعت سے روگردانی کے سبب ان پر نازل ہوا تھا، کہا جاتا ہے کہ اس سے ایک ہی آن میں 70 ہزار لوگ مرے''

امراض کے متعدی سلسلے میں احادیث دو طرح کی ہیں۔ بعض تعدیہ کی نفی کرتی ہیں اور بعض روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ امراض میں متعدی ہونے کی صلاحیت موجود ہے۔ جو روایات نفی کرتی ہیں وہ عام طور پر لاعدویٰ کے لفظ سے وارد ہوئی ہیں۔ جیسے کہ حدیث نبوی ہے کہ:

عن عبداللہ ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ لاعدوی ولا طیرة[iv]۔

''حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ امراض کا متعدی ہونا کوئی چیز نہیں اور بدشگونی یا بدفالی و نحوست کوئی چیز نہیں''

اسی طرح ایک مجذوم شخص کی بابت منقول ہے کہ حضور ﷺ نے اس کے ساتھ کھانا تناول فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ:

کل بسم اللہ ثقة بااللہ وتوکلاً علیہ[v]۔

''کھاؤاللہ کانام لے کراللہ کے توکل اور بھروسہ پر''

جن روایات سے امراض کامتعدی ہونا معلوم ہوتاہے یااس کی طرف اشارہ ہوتاہے وہ حسب ذیل ہیں۔

عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺلا عدویٰ ولاصفر ولا ھامۃ فقال اعرابی ما بال الابل تکون فی الرمل کانھا الظباءفیخالطھا البعیر الاجرب فیجربھاقال فمن اعدیٰ الاول،قال معمر قال الزھری فحدثنی رجل عن ابی ھریرۃؓ انہ سمع النّبی ﷺ یقول لایوردن ممرض علی مصح قال فراجعہ الرّجل فقال الیس قد حدثتنا ان النبی ﷺ قال لا عدویٰ ولاصفر ولا ھامۃ قال کم احدثکموہ قال الزھری قال ابوسلمۃ قدحدث بہ وماسمعت اباھریرۃؓ نسی حدیثاً قط غیرہ[vi]۔

''حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایامرض کامتعدی ہونا کوئی چیز نہیں اور صفر کوئی چیز نہیں اور ہامہ کوئی چیز نہیں۔اس پر ایک اعرابی بولا کہ اونٹ صحرا میں ہرنوں کی مانند ہوتے ہیں اور پھر خارش زدہ اونٹ ان میں آملتاہے توانہیں بھی خارش زدہ کر دیتاہے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگریہی بات ہے توپہلے اونٹ کو بیماری کس نے لگائی؟ معمر نے زہری کے حوالے سے ایک اور شخص کے واسطے سے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ بیمار اونٹوں والا اپنے اونٹوں کو تندرست اونٹوں سے لاکر نہ ملائے۔پس راوی نے ابوہریرہؓ سے پوچھا کہ کیاتونے اس سے پہلے ہمیں یہ حدیث نہیں سنائی کہ نبی ﷺ نے فرمایامرض کامتعدی ہونا کوئی چیز نہیں، صفر کوئی چیز نہیں اور ہامہ کوئی چیز نہیں، حضرت ابوہریرہؓ نے کہاکہ میں نے تمہیں وہ حدیث نہیں سنائی۔زہری نے کہاکہ ابوسلمہ نے کہا،ابوہریرہؓ یہ حدیث سناچکا تھااوراس حدیث کے سوامیں نے ابوہریرہؓ کو کوئی حدیث بھول جاتے نہیں سنا''۔

ایک دوسرے حدیث میں حضور ﷺ کاارشاد ہے کہ:

عن عبداللہ ابن عباس قال، قال عبدالرّحمن بن عوفؓ سمعت رسول اللہ ﷺ یقول اذا سمعتم بہ بارضٍ فلا تقدموا علیہ واذا وقع بارضٍ وانتم بھا فلاتخرجوا فراراً منہ یعنی الطّاعون[vii]۔

''حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے کہاکہ حضرت عبداللہ ابن عوفؓ نے کہامیں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سناکہ جب تم کسی علاقے میں طاعون کے متعلق سنوتووہاں مت جاؤاوراگرکسی علاقے میں طاعون پھوٹ پڑے تواس سے فرار کرکے وہاں سے مت نکلو''۔

اسی طرح صحیح مسلم میں حضرت اسامہ بن زیدؓ کے حوالے سے ذکر ہے کہ:

عن اسامہ بن زید قال قال رسول اللہﷺ الطاعون رجز او عذاب ارسل علی بنی اسرائیل او علی من کان قبلکم فاذا سمعتم بہ بارض فلا تقدموا علیہ واذا وقع بارضٍ وانتم بھا فلاتخرجوا فراراً منہ[viii]۔

"حضرت اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ طاعون ایک عذاب ہے جو بنی اسرائیل پر نازل ہوا تھا یاان پر جو ان سے پہلے تھے، جب تم کسی علاقے میں اس کے متعلق سنو تو وہاں مت جاؤ اور اگر کسی علاقے میں یہ پھوٹ پڑے تو اس سے فرار کر کے وہاں سے مت نکلو"۔

حضور ﷺ کا یہ حکم کہ اس علاقے میں مت جاؤ ثابت کرتا ہے کہ اس سے بچنا ضروری ہے اور خواہ مخواہ اپنے آپ کو تکلیف کیلئے پیش نہ کرنا چاہیے، اور یہ جو فرمایا کہ اس سے بھاگ کر اس علاقے سے مت نکلو، اس میں توکل اور حکم خداوندی کو تسلیم کرنے کا اثبات ہے۔

فقہاء کے آراء:

یوں تو مرض اور بیماری زندگی کا ساتھی ہے، لیکن بعض امراض ایسے ہوتے ہیں جو اپنے تکلیف دہ اور متعدی اثرات کی وجہ سے لوگوں کیلئے قابل نفرت ہو جاتے ہیں، دوسرے ان کی وجہ سے طبعاً ایسی کراہت پیدا ہو جاتی ہے کہ زوجین میں سے کوئی جنسی لذت بھی نہ اٹھا سکیں گے۔ اس سلسلے میں اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا ایسے امراض کی وجہ سے زوجین کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ دوسرے فریق کی بیماری اور عیب کے باعث فسخ نکاح کا مطالبہ کریں یا نہیں؟ اور دوسرا سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ کیا عیب کی وجہ سے حق تفریق میاں بیوی دونوں کو حاصل ہے یا یہ حق صرف بیوی کو حاصل ہے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر وھبۃ الزحیلی فقہاء کے نقطہ نظر کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

يثبت حق التفريق بالعيب عند الحنفية للزوجة فقط لا للزوج،لان الزوج يمكنه دفع الضرر عن نفسه بالطلاق،اما الزوجةفلا يمكنها دفع الضرر عن نفسها الا باعطائها الحق فى طلب التفريق لانها لا تملك الطلاق،واجاز الائمة الثلاثة طلب التفريق بالعيب لكل من الزوجين ،لان كلا منهما يتضرر بهذه العيوب[ix]۔

"امام ابو حنیفہؒ کے ہاں صرف بیوی کو عیب کی وجہ سے فسخ کا حق حاصل ہے، شوہر کو نہیں۔ کیونکہ شوہر کے لئے ممکن ہے کہ وہ اپنے آپ سے ضرر کو دور کرنے کے واسطے طلاق دے، جبکہ بیوی کیلئے اپنے آپ سے ضرر دور کرنا ممکن نہیں ہے مگر طلب فسخ کا حق دینے کی صورت میں۔ کیونکہ بیوی طلاق کی مالک نہیں، جبکہ ائمہ ثلاثہ نے عیب کی وجہ سے فسخ کا حق دونوں (میاں اور بیوی) کو دیے ہیں، کیونکہ میاں بیوی دونوں ان عیوب سے متاثر ہوتے ہیں"۔

بہر حال علی اختلاف الاقوال یہ بات سامنے آتی ہے کہ مرد کو تو نکاح مسترد کرنے کا حق نہیں اس لئے کہ طلاق کی صورت میں اس کے پاس راہ نجات موجود ہے، وہ طلاق دے کر بیوی سے خلاصی حاصل کر سکتا ہے۔ لہذا معاملہ عورت کا ہے، فقہاء کے اقوال کی روشنی میں یہاں ہم ان امراض وعیوب کا ذکر کریں گے جن کی وجہ سے عورت کو فسخ نکاح کا حق دیا گیا ہے، گو ان کی تفصیلات کے بابت اختلاف ہے تاہم بنیادی طور پر وہ دو طرح کے ہیں۔ ایک وہ

امراض وعیوب جو جنسی اعتبار سے ایک کو دوسرے کے لئے ناقابل انتفاع بنادیں، دوسرے وہ امراض وعیوب جو قابل نفرت ہوں اور ان کے متعدی ہونے کا اندیشہ ہو جیسے برص وجنون یادور حاضر کا ایڈز وغیرہ۔

متعدی ومہلک امراض اپنے اندر کئی شق رکھتے ہیں لہذا فقہاء کی رائیں کو واضح کرنے کے لئے ان کی وضاحت ضروری ہے۔

1۔ شوہر یا بیوی میں عیب پہلے سے تھا لیکن نکاح سے پہلے دوسرے فریق کو آگاہ نہیں کیا گیا، نیز نکاح کے بعد اپنی زبان یا عمل کے ذریعے دوسرے فریق نے رضامندی ظاہر نہیں کی۔

2۔ عیب پہلے سے تھا اور دوسرا فریق اس سے باخبر تھا، یا یہ کہ نکاح کے بعد جب مطلع ہوا تو اپنی طرف سے رضامندی ظاہر کردی۔

3۔ نکاح کے بعد شوہر میں عیب پیدا ہوا۔

4۔ نکاح کے بعد بیوی میں عیب پیدا ہوا۔

اصحاب ظواہر کے ہاں ان تمام صورتوں میں زوجین میں سے کسی کو بھی فسخ نکاح کے مطالبے کا کوئی حق نہیں، یہی رائے ابن حزم اندلسی کی بھی ہے۔ابن حزم کا نقطہ نظر یہ ہے کہ جب ایک نکاح صحیح طور پر پایہ تکمیل کو پہنچ چکا ہے تو اب اس کے فسخ نکاح کئے جانے کے لئے کوئی شرعی دلیل درکار ہے جو صحیح بھی ہو، دوسری طرف عیوب کی وجہ سے فسخ نکاح کی بابت جتنی حدیثیں پیش کی جاتی ہیں وہ سب ہی ضعیف ہیں، وہ لکھتے ہیں کہ :

واما الروایة عن عمر وعلی فمنقطعة وعن ابن عباس من طریق لاخیر فیہ[x]۔

"حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ سے اس بابت جو روایت ہے وہ منقطع ہے اور ابن عباسؓ سے جو روایت ہے اس کا سند "لاخیر فیہ" کے زمرے میں ہے"۔

محمد بن اسماعیل صنعانی کو اعتراف ہے کہ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کا اثر ایسی سند سے منقول ہے جس میں انقطاع ہے، البتہ ابن عباسؓ کا اثر سند جید سے مروی ہے، مگر ابن حزم اس روایت کی سند کے بارے میں کہتے ہیں "لاخیر فیہ"۔ چنانچہ صنعانی لکھتے ہیں کہ :

عن عمر وعلی انہا لاترد النساءالا من اربع من الجنون والجذام والبرص والداءفی الفرج واسنادہ منقطع وروی البیہقی باسناد جید عن ابن عباس اربع لا تجزن فی بیع ولا نکاح المجنونة والمجذومة والبرصاءوالعفلاء[xi]۔

’’حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ عورت کو چار امراض جنون، جذام، برص اور اندام نہانی کے مرض کے سوا دیگر امراض میں رد نہیں کیا جاتا، اور اس کا سند منقطع ہے۔ اور بیہقی[xii] نے ابن عباسؓ سے سند جید کے ساتھ روایت کیا ہے کہ چار چیزوں جنون، جذام، برص اور عفل کی وجہ سے بیع اور نکاح میں بے پرواہ نہیں ہو سکتا‘‘۔

ابن حزم نے استدلال میں حضرت رفاعہؓ کی بیوی کا واقعہ بھی ذکر کیا ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ سے اپنے شوہر کے قوت مردی کے بارے میں عیب کی شکایت کی تھی کہ ان کا محض کپڑے کے جھالر کے مانند ہے اس کے باوجود آپ ﷺ نے تفریق نہیں فرمائی بلکہ فرمایا کہ تم اپنے پہلے شوہر کے لئے اس وقت تک حلال نہیں ہو سکتیں جب تک کہ تم اس شوہر کا شہد نہ چکھ لو یعنی ہمبستری نہ ہو۔ جیسے کہ حدیث میں بھی آیا ہے کہ:

امراۃ رفاعہ القرظی جائت الی رسول اللہﷺ فقالت یارسول اللہ ﷺ ان رفاعہ طلقنی فبت طلاقی وانی نکحت بعدہ عبدالرحمن ابن زبیرالقرظی وانما معہ مثل الھدبۃ قال رسول اللہ ﷺ لعلک تریدین ان ترجعی الی رفاعہ؟ لا،حتیٰ یذوق عسیلتک وتذوقی عسیلتہ[xiii]۔

’’حضرت رفاعہ قرظی کی بیوی حضور ﷺ کے پاس آئی اور کہا کہ اے رسول اللہ ﷺ رفاعہ نے مجھے طلاق دی تو میں نے عدت گزار دی اور میں نے بعد میں عبدالرحمن بن زبیر قرظی سے نکاح کیا، اس کے پاس تو صرف کپڑے کے جھالر کے مانند ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تو چاہتی ہے کہ تو رفاعہ سے واپس نکاح کریں؟ نہیں، جب تک تو اس کا مزہ نہ چکھ لو اور وہ تمہارا مزہ نہ چکھ لے‘‘۔

لہٰذا اگر عیب کی وجہ سے تفریق کی گنجائش ہوتی تو حضور ﷺ کر دیتے[xiv]۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ابن حزم کا اس روایت سے استدلال محض غلط فہمی پر مبنی ہے۔ رفاعہ کے بیوی نے اپنے دوسرے شوہر سے فسخ نکاح کا مطالبہ نہیں کیا تھا، بلکہ دوسرے شوہر نے تو ان کو طلاق ہی دی تھی۔ بلکہ وہ یہ دریافت کرنا چاہتی تھی کہ کیا اب وہ اپنے سابق شوہر یعنی حضرت رفاعہ کے لئے جو ان کو تین طلاق دے چکے تھے حلال ہو گئیں اور اب وہ ان کے نکاح میں جا سکتی ہے ، حالانکہ دوسرے شوہر ان سے صحبت کرنے پر قادر نہ رہ سکے، اس کی دلیل موطا امام مالک کی روایت ہے کہ:

ان رفاعہ طلق امراۃ تمیمۃ بنت وھب فی عھد رسول اللہﷺثلاثاً فنکحت عبدالرحمن ابن زبیر فاعترض عنھا فلم یستطع ان یمسھا ففارقھا فاراد رفاعہ ان ینکحھا وھو زوجھا الاول ۔۔۔۔۔فی روایۃ فطلقھا[xv]۔

’’حضرت رفاعہ نے حضور ﷺ کے عہد میں اپنی بیوی تمیمہ بنت وہب کو تین طلاق دیئے، تو اس سے عبدالرحمن ابن زبیر نے نکاح کیا، تو اس نے اس سے اعتراض کیا، کیونکہ اس سے مباشرت کرنے کی ان میں استطاعت و قدرت نہیں تھی، تو اس سے الگ ہو گئے۔ رفاعہ جو اس کا پہلا شوہر تھا نے ارادہ کیا کہ اس سے (دوبارہ) نکاح کرے۔۔۔۔۔ ایک روایت میں (ففارقھا کی بجائے) فطلقھا آیا ہے‘‘۔

مالکیہ، شوافع اور حنابلہ کے نزدیک نکاح بھی ان معاملات میں سے ہے جو عیب کی وجہ سے فسخ کیا سکتا ہے۔ اگر نکاح کے بعد شوہر میں ایسا عیب پیدا ہوا یا نکاح کے وقت موجود تھا لیکن عورت کو مطلع نہیں کیا گیا تو آئمہ ثلاثہ کے نزدیک عورت فسخ نکاح کا مطالبہ کر سکتی ہے جن عیوب کی وجہ سے فسخ نکاح کا حق دیا گیا ہے۔ گو ان کی تفصیلات کے بابت اختلاف ہے تاہم بنیادی طور پر وہ دو طرح کے ہیں۔ ایک وہ جو جنسی اعتبار سے ایک کو دوسرے کیلئے نا قابل انتفاع بنا دیں۔ دوسرے وہ جو قابل نفرت ہوں اور ان کے متعدی ہونے کا اندیشہ ہو۔ چنانچہ مالکیہ کہتے ہیں کہ :

عیوب مشترکة بین الزوجین بمعنیٰ انها قد توجد فی الرجل وقد توجد فی المراة وقد توجد فیهما معاً،وهی اربعة، الجنون والجذام والبرص والخرائة عندالوطی وتسمیٰ عذیطه,فمتیٰ وجدالعیب من هذه العیوب فی احدالزوجین کان للاخر ان یطلب مفارقته بفسخ النکاح ولوکان معیباًمثله،لان الانسان یکره من غیره مالا یکره من نفسه.......و اما الجذام فانه یثبت به الخیار للزوجة سواءوجد فی الرجل قبل العقد او بعده،سواءکان قلیلاً اوکثیراً بشرط ان یکون محققاً.اما الرجل فله حق الفسخ ان کان موجوداً فی المراة قبل العقد او عند العقد سواءکان قلیلاً اوکثیراً ولاحق له فی الفسخ باالجذام الحادث بعد العقد مطلقاً.......الخ.الشافعیه قالوا لکل من الزوجین طلب فسخ الزواج بوجود عیب من العیوب المشترکة بینهماالتی یصح وجودهافیهما معاً، او فی احدهماولو کان احدهما معیباًبمثل هذه العیوب کما قال المالکیه،لان الانسان قد یعاف من غیره مالا یعاف من نفسه.وهذه العیوب هی الجذام والبرص والجنون،اما العذیطه فلیست عیباً عندهم ،فاما الجنون فانه یجعل لکل منهما الخیار فی الفسخ سواءحدث بعد العقد والدخول،اوکان موجوداً قبل العقد بلا فرق بین الرجل والمراة.الحنابله قالوا....والعیوب مشترکة بین الزوجین کالجنون والجذام والبرص وسلس البول واستطلاق الغائط او بعبارةٍ اخریٰ الاسهال الدائم ،وقروح سیالة فی فرج المراة اوذکر الرجل والباسور والناسور وقراع راس له رائحة منکرة وبخر فمٍ،وان یکون احد الزوجین خنثیٰ واضحاًفان الخنوثة الواضحة عیب یفسخ به ،اما المشکلة فان العقد یبطل معها.فاما البرص والجذام والجنون فانها تجعل لاحد الزوجین الحق فی طلب الفسخ فی الحال سواءکان الزوج صغیراً اوکبیراً وکذالک الزوجة،ولا فرق فی الفسخ بعیب من العیوب المذکورة جمیعاً بین ان تکون موجودة قبل العقد او حدثت بعده کما لا فرق فیها بین ان یکون قبل الدخول او بعده ولکن یشترط فی ثبوت حق الفسخ بها کلها عدم الرضا[xvi]۔

”ایک تو عیوب مشترک ہیں جو خاوند اور بیوی دونوں میں پائے جاتے ہیں یعنی وہ عیب مرد میں بھی ہو سکتا ہے اور عورت میں بھی اور دونوں میں بھی۔ ایسے عیوب کی تعداد چار ہیں۔ جنون، جذام، برص اور خراعہ (یعنی مباشرت کے وقت اجابت کا ہو جانا)۔ اگر ان عیوب میں سے کوئی عیب دونوں میاں بیوی میں سے کسی میں بھی پایا جائے تو دوسرے کو حق ہے کہ فسخ نکاح کے ذریعہ علیحدگی کا مطالبہ کرے۔ خواہ خود اس میں بھی یہ عیب موجود ہو، کیونکہ انسان دوسرے کی جس بات کو ناپسند کرتا ہے اپنی ذات میں ہونا ناپسند نہیں کرتا۔ جنون ایسا عیب ہے کہ اس میں مرد اور عورت دونوں کو اختیار (فسخ) ہوتا ہے، جیسا کہ ذکر کیا گیا کہ یہ مشترک مرض ہے (یعنی دونوں میں سے کسی کو بھی ہو سکتا ہے) اگر عقد سے پہلے ہی بیوی کو مرض جنون لاحق تھا اور خاوند کو اس کا علم نہ ہو یا صورت حال اس کے برعکس ہو (یعنی خاوند کو یہ مرض پہلے سے رہا ہو اور بیوی کو علم نہ ہو) تو دونوں میں سے ہر ایک کو حق ہے کہ مباشرت ہو چکی ہو یا نہ ہوئی ہو دوسرے کو چھوڑ دے۔ بشرطیکہ یہ مرض ضرر رساں ہو مثلاً مارنا یا مال کا ضائع کرنا............ جذام (کوڑھ) ایسا مرض ہے کہ اس میں بیوی کو اختیار

(فسخ) حاصل ہوتا ہے خواہ مرد عقد سے پہلے اس مرض میں مبتلا ہو یا بعد میں ہوا ہو اور خواہ مرض خفیف ہو یا شدید۔ اگر یہ مرض عورت میں عقد سے پہلے کا ہو یا عقد کے وقت لاحق ہوا ہو اور ہلکا ہو یا بھاری تو مرد کو علیحدگی کا حق ہے۔ لیکن اگر عقد کے بعد عورت کو جذام کا مرض لاحق ہو جائے تو خاوند کو مطلقاً حق فسخ نہ ہو گا۔ شوافع کہتے ہیں کہ زوجین میں سے کسی میں اگر عیوب مشترکہ میں سے کوئی عیب پایا جائے تو فریق ثانی کو فسخ نکاح کے مطالبے کا حق ہو جاتا ہے۔ عیوب مشترکہ وہ ہیں جو دونوں میں بیک وقت یا کسی ایک میں پائے جا سکتے ہیں۔ (دوسرے کو مطالبہ فسخ کا حق ہے) اگرچہ وہ خود بھی اسی عیب میں مبتلا ہو۔ جیسا کہ مالکیہ کہتے ہیں کیونکہ انسان دوسرے کی برائی کو ناپسند کرتا ہے رہی برائی خود میں ہو تو اسے ناپسند نہیں کرتا۔ عیوب مشترکہ میں جذام، برص اور جنون ہیں، عذیطہ یعنی مباشرت کے وقت اجابت کے خطا ہو جانے کا مرض شافعیہ کے نزدیک عیوب (قابل فسخ نکاح) میں داخل نہیں ہے۔ دونوں میں سے کسی کو جنون کا مرض لاحق ہو تو دوسرے کو اختیار فسخ حاصل ہو گا خواہ یہ مرض عقد اور مباشرت کے بعد لاحق ہوا ہو یا عقد سے پہلے کا ہو۔ عورت کو ہو یا مرد کو اس سے فرق نہیں پڑتا، مرض جنون ہمہ وقتی ہو یا دورہ کے طور پر پڑتا ہو اس سے بھی کوئی فرق (حکم میں) نہیں پڑتا۔ حنابلہ کہتے ہیں کہ ....اور وہ عیوب و امراض جو مرد و عورت دونوں کو ہو سکتے ہیں مثلاً جنون، جذام، برص، پیشاب کا مسلسل آتے رہنا یا اجابت کا بے قابو ہونا دوسرے لفظوں میں اسے دائمی پیچش کہہ سکتے ہیں، نیز عورت کے شرمگاہ یا مرد کے عضو مخصوص میں دائمی ناسور کا ہونا یا مسوں اور ناسوروں کا مرض یا سر کے زخم جس سے بدبو نکلتی ہے یا گندہ دہنی اور یا یہ کہ دونوں میں سے کوئی واضح طور پر مخنث ہو، واضح طور پر مخنث ہونا بھی عیب مستوجب فسخ نکاح ہے۔ رہا خنثیٰ مشکل یعنی جس کی جنس کا تعین دشوار ہو تو اس سے تو عقد ہی سرے سے باطل ہے۔ ان عیوب یا امراض میں سے برص، جذام اور جنون ایسے امراض ہیں جو میاں بیوی دونوں کو فوری طور پر فسخ نکاح کا حق دیتے ہیں خواہ خاوند یا بیوی کم سن ہو یا بڑے۔ اور تمام عیوب مذکورہ بالا کی بناء پر فسخ عقد ہو سکتا ہے خواہ وہ عیب عقد سے پہلے کے پایا جاتا ہو یا بعد میں لاحق ہوا ہو۔ اسی طرح اس سے بھی فرق نہیں پڑتا کہ مباشرت سے پہلے ہی یہ عیب موجود ہو یا بعد میں ہوا ہو۔ لیکن ان تمام عیوب میں حق فسخ ثابت ہونے کے لئے رضامندی کا نہ ہونا شرط ہے"۔

معاصر دور کے فقہاء اور فقہی اکیڈمیوں کا نقطہ نظر:

فسخ نکاح، طلاق اور خلع سے الگ مستقل صورت برائے حق تفریق ہے، جس کا مطالبہ عورت کی طرف سے کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی مرد ایڈز یا اس جیسے دیگر مہلک و متعدی امراض میں مبتلا ہو (جس کی تفصیل فقہاء نے بیان کیا ہے) اور اس کی بیوی اس صورتحال سے قبل عقد ناواقف ہو یا عقد کے بعد معلوم ہونے پر رضامندی کا اظہار نہ کیا ہو اور اب حق تفریق کا مطالبہ کر رہی ہو لیکن شوہر اپنی بیوی کو کسی بھی صورت طلاق دینے پر رضامند نہ ہو اور نہ ہی خلع کے لئے تیار ہو تو ایسے شخص کی بیوی قاضی کے عدالت سے فسخ (حق تفریق) نکاح کے لئے رجوع کرے گی۔ قاضی مطلوبہ عدالتی قواعد وضوابط اور شرعی تقاضوں کی تکمیل کے بعد ان (میاں بیوی) کے درمیان جو تفریق کرائے گا اسے فسخ نکاح کہا جاتا ہے۔ لہذا اسی سلسلے میں ایڈز اور اس جیسے دیگر خطرناک متعدی و مہلک امراض کی وجہ سے موجودہ وقت میں مسلم ممالک اور مسلم اقلیتی معاشروں میں فسخ نکاح کے بابت معاصر دور کے فقہاء اور مختلف دارالافتاء یا فقہی اکیڈمیوں نے جو موقف یا نقطہ نظر اپنایا ہے وہ حسب ذیل ہے:

جامعہ الازہر مصر کے فتویٰ کونسل سے جب یہ سوال پوچھا گیا کہ: ”اگر کوئی شخص ایڈز جیسے مہلک ومتعدی مرض میں مبتلا ہو تو اس کے بیوی کے لئے فسخ نکاح کا کوئی راستہ ہے یا نہیں؟ایڈز کے مرض میں مبتلا شخص کی بیوی کے لئے اس سلسلے میں کیا حکم ہے؟“۔تو اس کے جواب میں دار الافتاء المصریۃ کے فتویٰ کونسل نے اپنا نقطہ نظر یوں بیان کیا کہ:

اس مسئلے میں غور کرنے اور فیصلہ کرنے کی ذمہ داری عدالت کی ہے اس طرح طلاق کی درخواست اور اس بیماری سے پیدا شدہ نقصانات اور طلاق کے بعد مرتب ہونے والے حقوق کے بارے میں عدالت ہی فیصلہ کرے گی،اگر عورت کے لئے طلاق کا فیصلہ کیا گیا[xvii]۔

اسی طرح کے دوسرے فتویٰ میں Social Issues کے تحت مذکورہ سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

Yes, by resorting to the Courts[xviii]

یعنی کہ ہاں ایڈز زدہ شخص کی بیوی فسخ نکاح کا مطالبہ کر سکتی ہے،البتہ اس حق کے حصول کے لئے اسے عدالت سے رجوع کرنا پڑے گا۔

اسی طرح دار الافتاء برمنگھم یوکے،کے مفتی محمد توشیر میاں لکھتے ہیں کہ:

An annulment of marriage can be effected if the husband is effected with leprosy or any other illness which makes living with him difficult.......from the above situation we understand that if the husband has such a illness which makes it difficult to live with him (such as HIV/AIDS) then it will be permissible for the wife to get her marriage annulled by a sharee council.[xix]

”اگر شوہر کو کوڑھ یا کوئی ایسا مرض ہو جس سے اس کے ساتھ زندگی بسر کرنا محال ہو تو تنسیخ نکاح اثر انداز ہو سکتی ہے۔درج بالا صورتحال سے ہم سمجھتے ہیں کہ اگر شوہر کو کوئی ایسا مرض لاحق ہو جس سے اس کے ساتھ زندگی بسر کرنا مشکل ہو جائے جیسے ایچ آئی وی/ایڈز،تو پھر عورت کو شرعی کونسل کے ذریعے تنسیخ نکاح کی اجازت ہے“۔

جامعۃ الرضا،بریلی شریف انڈیا کے مفتی اختر رضا قادری نے مذکورہ سلسلے میں اپنا موقف پیش کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:

No, there is no Way for his Wife to claim Faskh Nikah. She may take divorce.[xx] .

”نہیں اس کے لئے فسخ نکاح کا کوئی راستہ نہیں،وہ طلاق لے سکتی ہے“۔

یعنی ایڈز زدہ شخص کی بیوی فسخ نکاح تو نہیں کر سکتی البتہ نباہ نہ ہونے یا دشواری کی صورت میں طلاق لے سکتی ہے۔

اسی سلسلے میں شیخ عبداللہ آفندی لکھتے ہیں کہ:

If there is any legal reason or dire necessity such as the spouse cannot live with harmony and there is no hope to live a happy, life then it is permissible for a wife to ask al-khula or divorce. Know that one should resort to divorce or al-Khula as a last solution after trying all the other means to bring the conjugal life to its normal channels.[xxi] .

"اگر کوئی معقول عذر یا سخت ضرورت ہو جیسے کہ عورت کی عصمت محفوظ نہ ہو یا وہ خوشحال زندگی نہ گزار سکتی ہو تو پھر عورت کو اجازت ہے کہ وہ خلع یا طلاق لے۔ اب اگر ان کے درمیان کشیدہ زندگی کو واپس عام خوشحال زندگی گزارنے کی طرف لانے کا کوئی طریقہ باقی نہ رہے تو پھر خلع یا طلاق آخری حل کے طور پر لیا جا سکتا ہے"۔

جامعہ نظامیہ حیدر آباد، انڈیا کے مفتی محمد عظیم الدین اس سلسلے میں فرماتے ہیں کہ:

بیوی یا شوہر بیمار ہوں تو ایک دوسرے کا فسخ نکاح نہیں ہو سکتا، البتہ شوہر طلاق دینا چاہے تو دے سکتا ہے اور بیوی شوہر سے خلع کی درخواست کر سکتی ہے، شوہر قبول کرلے تو طلاق بائن واقع ہو کر جدائی ہو جائے گی[xxii]۔

جامعہ دارالعلوم کورنگی کراچی کے دارالافتاء نے مذکورہ مسئلے پر یوں فتویٰ دیا ہے کہ:

مذکورہ مرض میں مبتلا شخص کی بیوی کے لئے اگر صبر اور عفت کے ساتھ زندگی گزارنا ممکن ہو تو وہ شوہر کے ساتھ نباہ کی کوشش کرے، اور اگر اس طرح زندگی گزارنا ممکن نہ ہو تو شوہر سے طلاق یا خلع کے ذریعے علیحدگی اختیار کر سکتی ہے[xxiii]۔

اسی طرح جامعہ علوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کا موقف ہے کہ:

صورت مسؤلہ میں ایڈز یا اس جیسی مہلک بیماری کی وجہ سے بیوی کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار نہیں، البتہ اگر ساتھ رہنے میں دشواری ہو یا شرعی حدود کی پاسداری ممکن نہ ہو تو باہم رضامندی سے طلاق یا خلع کا راستہ اختیار کیا جا سکتا ہے[xxiv]۔

اسی طرح جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی کا موقف ہے کہ:

واضح رہے کہ ایڈز زدہ شخص کی بیوی کے لئے فسخ نکاح کی گنجائش نہیں، البتہ اگر بیوی کا اس کے ساتھ رہنا دشوار ہو، اور ساتھ رہنے میں اپنی عفت وعصمت چلی جانے کا اندیشہ ہو، تو اس صورت میں یہ کیا جائے کہ شوہر کو کسی بھی طریقے سے طلاق کے لئے آمادہ کر لیا جائے، یا پھر خلع کے لئے راضی کیا جائے، چاہے مہر کے بدلے ہی کیوں نہ ہو[xxv]۔

جبکہ المرکز الاسلامی، بنوں خیبر پختونخوا کا موقف ہے کہ:

بیماری ایڈز کی حقیقت اور نقصانات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس عورت کا شوہر ایڈز کے مرض میں مبتلا ہو اور وہ خود اس مرض میں مبتلا نہ ہو تو اس عورت کو فسخ نکاح کا اختیار و حق حاصل ہے، اس میں امام محمدؒ کا قول ہی مختار و قابل عمل ہے[xxvi]۔

مذکورہ بالا بحث میں جن فقہاء، دار الافتاء یا فقہی اکیڈمیوں کا یہ موقف رہا ہے کہ ایڈز یا اس جیسے دیگر مہلک و متعدی امراض میں مبتلا شخص کی بیوی فسخ نکاح کا مطالبہ نہیں کر سکتی بلکہ کسی طرح سے طلاق یا خلع لے، اس سلسلے میں دو رائے سامنے آتے ہیں، جن میں سے ہر ایک رائے بمعہ جواب حسب ذیل ہے:

اول: یہ کہ مذکورہ فقہاء، دار الافتاء یا فقہی اکیڈمیاں در اصل امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے اس قول کے قائل ہیں کہ:

واذاکان بالزوج جنون او برص اوجذام فلا خیار لھاعند ابی حنیفہؒ وابی یوسفؒ[xxvii]۔

''امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں جب شوہر کو جنون ہو، یا برص یا جذام ہو تو زوجہ کو نکاح فسخ کرانے کا اختیار نہیں ہے''۔

اسی طرح تجرید میں درج ہے کہ:۔

قال ابو حنیفہؒ وابویوسفؒ لایفسخ النکاح بعیب احدالزوجین الا ان یکون الزوج مجبوباً او عنینا[xxviii]۔

''امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ نے کہا ہے کہ زوجین میں سے کوئی بھی کسی عیب کی وجہ سے نکاح فسخ نہیں کر سکتا ہاں اگر شوہر مقطوع الذکر یا نامرد ہو تو فسخ نکاح ہو سکتا ہے''۔ (یعنی شوہر کے مقطوع الذکر یا نامرد ہونے کے سوا کسی بھی صورت عورت فسخ نکاح کا مطالبہ نہیں کر سکتی۔)

لیکن اس کے برعکس امام محمدؒ کے یہاں فسخ نکاح کے مسئلے میں کافی توسع پایا جاتا ہے۔ یعنی امام محمدؒ نہ صرف جنون، جذام اور برص وغیرہ بلکہ ہر اس مرض و بیماری سے فسخ نکاح کا حق دیتا ہے جس کی وجہ سے عورت کا شوہر کے ساتھ رہنا دشوار ہو۔ چنانچہ فخر الدین زیلعی لکھتے ہیں کہ:

وقال محمدؒ ترد المراۃ اذا کان بالرجل عیب فاحش بحیث لاتطیق المقام معہ لانھا تعزر علیھا الوصول الٰی حقھا لمعنٰی فیہ فکان کالجب والعنۃ[xxix]۔

''امام محمدؒ کہتے ہیں کہ اگر مرد میں کوئی کھلا ہوا ایسا عیب ہو کہ اس کے باوجود اس کے ساتھ رہا نہ جاسکتا ہو تو عورت نکاح رد کرسکتی ہے۔اس لئے کہ اس بیماری کی وجہ سے اس کیلئے اپنا حق حاصل کرنا مشکل ہو جائے گا تو اس طرح اب یہ مجبوب اور نامردی کے حکم میں ہوگا''۔

اسی طرح علامہ کاسانی، امام محمدؒ کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :

خلوہ من کلّ عیبٍ لا یمکنھا المقام معہ الاّ بضررٍکالجنون والجذام والبرص شرط لزوم النّکاح حتّٰی یفسخ بہ النّکاح[xxx]۔

''(امام محمدؒ کہتے ہیں کہ) نکاح کے لازم ہونے کیلئے ایسے عیوب سے شوہر کا خالی ہونا ضروری ہے کہ جن عیوب کے رہتے ہوئے اس کیساتھ ضرر اٹھائے بغیر نہ رہ سکتی ہو، جیسے جنون، برص، جذام (کوڑھ) کہ ان امراض کی وجہ سے فسخ کیا جاسکتا ہے''۔

اس لئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اول تو خود امام محمدؒ کے یہاں صرف جذام، جنون اور برص کی بیماریوں کی تخصیص نہیں ہے، بلکہ وہ تمام بیماریاں موجب فسخ ہیں جن کی موجودگی میں مرض کے متعدی اور قابل نفرت ہونے کے باعث زوجین کا ایک ساتھ رہنا دشوار ہو جائے گا۔اور اگر امام محمدؒ کی رائے ایسی نہ بھی ہو تو بھی مصلحت شرعی کے نزدیک متاخرین کو اس مسئلہ میں توسیع سے کام لینا پڑا، اور اس میں تمام موذی، نفرت انگیز، متعدی اور ایسے تمام امراض شامل ہیں جن کا عموماً علاج نہیں ہوتا۔ متاخرین احناف کے نزدیک ایڈز ان امراض و عیوب میں سے ہیں جن کی وجہ سے عورت کو حق تفریق حاصل ہوتا ہے کیونکہ ایڈز اور ان جیسے دیگر امراض و عیوب برص و جذام سے نہ صرف زیادہ قابل نفرت اور متعدی ہیں بلکہ ایڈز کو اگر ''ام العیوب'' بھی کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔اور چونکہ جنسی ربط اس مرض کی منتقلی کا ایک اہم سبب ہے اس لئے ایڈز کا مریض شوہر اس کی بیوی کے حق میں نامرد ہی کے حکم میں ہے، کہ وہ مرض کی منتقلی کے خوف سے اس مرد کے ذریعے داعیہ نفس کی تکمیل نہیں کرسکتی، لہذا عورت کو ایسے مرد کے خلاف دعویٰ تفریق کا حق حاصل ہوگا۔ لہذا امام محمدؒ کا مسلک اس مسئلہ میں شریعت کی روح و مزاج سے قریب بھی ہے اور مصلحت عامہ کے مطابق بھی اس لئے بعد کے فقہائے احناف نے بھی امام محمدؒ ہی کی رائے پر فتویٰ دیا ہے۔ چنانچہ طحطاوی نقل کرتے ہیں کہ :

والحق القہستانی کلّ عیبٍ لا یمکن المقام معہ الّا بضررٍ[xxxi]۔

''قہستانی نے ان کے ساتھ ہر وہ عیب ملحق کر دیا ہے جن کے ساتھ رہنا بغیر کسی ضرر کے ممکن نہ ہو''۔

دوئم: یہ کہ اگر ایڈز یا اس جیسے دیگر مہلک و متعدی مرض میں مبتلا شخص اپنی بیوی کو کسی بھی صورت طلاق دینے پر رضامند نہ ہو اور نہ ہی خلع کے لئے تیار ہو تو ایسے شخص کی بیوی آخر کیا کرے گی؟ ایک طرف سے ساتھ رہنے میں دشواری ہو اور دوسری طرف عفت و عصمت چلی جانے کا اندیشہ ہو یعنی شرعی حدود

کی پاسداری ممکن نہ ہو، تو ظاہر ہے کہ اس صورتحال میں واحد حل یہی ہے کہ عورت قاضی کے عدالت سے فسخ نکاح کے لئے رجوع کرے گی، اس کے علاوہ کوئی دوسرا ممکنہ راستہ نہیں۔

حوالہ جات

---

[i] البقرہ: 95

[ii] مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، 1996ء، ج1، ص 231

[iii] الزحیلی، الاستاذ الدکتور وھبۃ بن مصطفی، التفسیر المنیر والشریعۃ والمنہج، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، ج1، ص183

[iv] البخاری، امام ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، نور محمد اصح المطابع، کراچی، 1357ھ، باب لاعدوی، ج2، ص 859

[v] الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع ترمذی، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، باب ماجاء فی الاکل مع المجذوم، ج2، ص445

[vi] السجستانی، ابوداؤد سلیمان ابن اشعث، السنن لابی داؤد، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، باب فی الطیرۃ والخط، ج2، ص190

[vii] ایضا، باب الخروج من الطاعون، ج2، ص 90

[viii] القشیری، ابوالحسین مسلم ابن الحجاج، الجامع الصحیح للمسلم، المیزان، لاہور، کتاب السلام، باب الطاعون والطیرۃ والکہانۃ، ج2، ص228

[ix] الزحیلی، الاستاذ الدکتور وھبۃ بن مصطفی، فقہ الاسلامی وادلہ، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، ج9، ص 7048

[x] اندلسی، الابن حزم، محلی، دار المعرفت، بیروت، ج10، ص 114

[xi] الصنعانی، امام محمد بن اسماعیل، سبل السلام، احیاء التراث العربی، 1960ء، ج3، ص 135

[xii] البیہقی، ابوبکر احمد بن حسین بن علی، السنن الصغریٰ للبیہقی، مکتبۃ الرشید، ریاض سعودیہ، 2001ء، باب العیب فی المنکوحہ، ج6، ص 201

[xiii] بحوالہ بالا، صحیح بخاری، باب من اجاز طلاق الثلث، ج2، ص 791

[xiv] بحوالہ بالا، المحلی، ج10، ص 114

[xv] امام مالک بن انس، موطا امام مالک، نور محمد اصح المطابع، کراچی، 1961ء، ص 264

[xvi] الجزیری، عبدالرحمن، الفقہ علی المذاهب الاربعہ، احیاء التراث العربی، بیروت، 1986ء، ج4، ص 140-153

[xvii] www.dar_alifta.org/fatwaanswer.aspx?ID=684857,27.07.2013

[xviii] www.dar_alifta.org/fatwaanswer.aspx?ID=209221, 27.07.2013

[xix] مفتی محمد توثیر میاں، دارالافتاء برمنگھم، فقہ کونسل، 115 سٹیشن روڈ، برمنگھم، یوکے، 17 نومبر 2013ء

[xx] Jamiaturraza_Media_Audio_Weekly Q&A,Ans#25.12/8/2013

[xxi] Abdullah Efendi<gift2shias@gmail.com>, 8.11.2013

[xxii] مفتی محمد عظیم الدین، دارالافتاء جامعہ نظامیہ، شبلی گنج، حیدر آباد، اے پی انڈیا، 10 نومبر 2013ء

[xxiii] جامعہ دارالعلوم، کراچی، فتویٰ نمبر 89/1558، ۱۱ ستمبر 2013ء

[xxiv] جامعہ علوم الاسلامیہ، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی، فتویٰ نمبر 376، 4 نومبر 2013ء

[xxv] جامعہ فاروقیہ شاہ، فیصل کالونی، کراچی، فتویٰ نمبر 117/409، 22 ستمبر 2013ء

[xxvi] المرکز الاسلامی، بنوں، خیبر پختونخوا، فتویٰ بتاریخ 11 ستمبر 2013ء

[xxvii] الفرغانی المرغینانی، برہان الدین ابی الحسن علی ابن ابی بکر، الھدایہ، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، ج 2، ص 401

[xxviii] القدوری، امام ابی الحسین احمد بن محمد بن جعفر البغدادی، التجرید، مکتبہ محمودیہ، قندھار افغانستان، ج 9، ص 4578

[xxix] الزیلعی، فخر الدین عثمان بن علی، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی 2001ء، ج 3، ص 246

[xxx] الکاسانی، علامہ ابو بکر علاؤالدین بن سعود، بدائع الصنائع، ج 2، ص 639

[xxxi] الحنفی، علامہ سید احمد طحطاوی، طحطاوی علی الدر المختار، مکتبہ عربیہ کاسی روڈ، کوئٹہ، ج 2، ص 213